خصوصی افراد کی نگہداشت اور بحالی کا تصورِ اسلامی

*ڈاکٹر منیر احمد

**ناصر محمود

Abstract

This research article deals with Islamic concept of caring and rehabilitation program towards persons with disabilities, try to clear whose are person with disabilities according to the scholars belonging to different mind sets, what's teachings of Islam , dynamic thoughts and services and taking steps of Islam for special persons. In the result, they become appear a useful and very attractive part of Islamic system and community. End of article presents critically and investigative analysis teaching of Islam and contemporary thoughts and having and taking steps for them.

اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کی ہر چیز چاہے وہ جاندار ہو یا غیر جاندار بامقصد ہی پیدا کیا ہے اور وہ علیم خبیر ذات کائنات کی کسی چیز کو کسی مقصد کے بغیر پیدا کرنے سے بالاتر ہے۔حضرتِ انسان اپنے عقل وشعور اور فہم وفراست کی بدولت اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ اشیاء کی مقصدیت کا ادراک کر لیتا ہے۔لیکن بعض اشیاء کی مقصدیت کا ادراک کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔جس کی وجہ سے بعض تخلیقات کو عبث تصور کرتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ O فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ O﴾ (۱)

(کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آ ؤ گے؟ تو اللہ جو سچا بادشاہ ہے (اُس کی شان) اس سے اونچی ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی عرش بزرگ کا مالک ہے۔)

اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (۲)

*ڈائیریکٹر سیرت چیئر، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور، پاکستان

**پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پاکستان

(اے رب! تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا) خالق ارض وسماء نے حضرت انسان کو تمام مخلوقات میں اسے عقل وشعور کی بدولت اشرف المخلوقات کے خطاب کے ساتھ منسلک کیا اور بطور خلیفۃ الارض کے منصب پر متمکن ہوا۔ خلافتِ ارضی کے منصب پر فائز ہونے کے بعد اس پر سب سے پہلے حضرتِ انسان پر جو فریضہ عائد ہوا وہ ما له و ما علیه (حقوق وفرائض) کا خیال رکھنا ہے۔ اور روئے زمین کے مکینوں کے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے کرنا ہے۔ جس کے لیے دینِ اسلام کی شکل میں ایک مکمل آئین ودستور اور مکمل ضابطہ حیات بھی نازل فرمایا ہے۔ جس میں کامیاب زندگی گزارنے کا طریقہ وسلیقہ اور دین ودنیا کی بھلائی اور کامیابی مضمر ہے۔ دین اسلام نے عظیم رہبر ورہنما اور مصلح کی حیاتِ طیبہ کو اللہ تعالیٰ نے اس انداز کے بیان فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (۳)

(یقیناً رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔)

دینِ اسلام نے خصوصی (معذور وغیرہ) افراد کی نگہداشت، تالیفِ قلبی اور بحالی پروگرام (Rehabilitation Programme) کے ذریعے انہیں معاشرے کا جزو معطل اور بوجھ بننے کی بجائے انہیں اسلامی معاشرے کا کارآمد کارکن اور بہترین شہری بنادیا اور وہ کسی بھی رکاوٹ اور ہچکچاہٹ کے معاشرے کے عام افراد کی طرح زندگی گزارنے کے قابل ہو گئے۔ اس کے برعکس عہدِ جدید کی مہذب اور ترقی یافتہ مغربی اقوام خصوصی اقوام کے حوالے سے تمام کوششوں کی اپنی طرف منسوب کر رہی ہیں۔ حالانکہ تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کیا جائے تو دینِ اسلام نے ان خصوصی (معذور) افراد کی نگہداشت اور بحالی (Rehabilitation) کا پروگرام متعارف کروایا جب ان افراد کی زندگی کی حیثیت بے معنی تھی یا ان کو تاریک قید خانوں میں پابند سلاسل کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑتا رہتا تھا۔ البتہ مغربی اقوام کی ان خصوصی افراد کی بحالی اور نگہداشت کے حوالے سے کوششیں چند دہائیوں تک محدود ہیں۔

خصوصی (معذور) افراد کے لیے قرآنی الفاظ:

خصوصی افراد کی معذوری کے لیے قرآن مجید میں اشارۃً وکنایۃً اور واضح خوبصورت اسلوب میں جو اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1۔ اولی الضرر جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿لَا يَسْتَوِيْ الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُوْلِيْ الضَّرَرِ.... أَجْراً عَظِيْماً﴾ (۴)

2۔ الضعفاء اور المستضعفین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

﴿لَّيْسَ عَلَى الضُّعَفَاء وَلاَ عَلَى الْمَرْضَى وَلاَ عَلَى الَّذِيْنَ لاَ يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُواْ لِلّهِ وَرَسُولِهِ

مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِن سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْم﴾ (۵)

اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:۔

﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ لاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَلاَ يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلا﴾ (٦)

3۔ الفقراء جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:۔

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاء ......وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْم﴾ (۷)

4۔ الاعمی، الاعرج،المریض جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:۔

﴿ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ... عَذَاباً أَلِيْماً﴾ (۸)

خصوصی (معذور) افراد کے لیے قرآنی الفاظ کے معنی ومفاہیم اور اہل علم:

1۔ اولی الضرر کا مادہ "ضر" اور "ضرر" ہے جس کے معانی اہل لغت نے بدحالی، غربت، علم وفضل کے فقدان، جسمانی تکلیف، دائمی مرض، بصارت کی کمزوری وغیرہ کے لیے ہیں۔امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:۔

"ضر: سوء الحال اما فی نفسه لقلة العلم والفضل، والعفة واما فی بدنه لعدم جارحة و نقص واما حالة ظاهرة من قلة مال و جاه وقوله ﴿ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ﴾(۹) فهو محتمل لثلاثتها" (۱۰)

صاحب لسان العرب لکھتے ہیں:۔

"ضرر: ضرير البصر، سوء الحال، المريض المهزول واهل الضرر هم اهل الزمانة"(۱۱)

صاحب تاج العروس کہتے ہیں:۔

"ضرر: سوء الحال و فقر او شدة فی بدن، المريض المهزول"(۱۲)

مفسرین اور فقہاء نے اولی الضرر میں متاثرہ بصارت، جسمانی معذور، مریض اور تنگ دست افراد کو شامل کیا ہے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں:۔

"الضرر النقصان سواء كان بالعمى او العرج اور المرض او كان بسبب عدم اهبة "(۱۳)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:۔

"غير اولى الضرر: هم الاعمى و الاعرج و المريض"(۱۴)

2۔ الضعفاء اور المستضعفین کا مادہ " ضعف" جس کے اہل لغت نے کمزور، ناتواں، بے بس اور متاثرہ بصارت وغیرہ کے لیے ہیں:۔

صاحب کتاب العین ولسان العرب لکھتے ہیں:۔

"الضعف: الضعف فی البدن، فی العقل و الرای"(۱۵)

صاحب لغات القرآن بیان کرتے ہیں:۔

"ضعف: کمزور، ناتواں، سست اور بے بس کے معنی کے لیے استعمال ہوا ہے۔۔۔ضعیف بمعنی نابینا کے حمیری لفظ ہے(۱٦) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿وَإِنَّا لَنَرَاکَ فِینَا ضَعِیفاً ﴾(۱۷)

مفسرین اور فقہاء کرام نے الضعفاء اور المستضعفین کو دائمی مریض، اڈھیر عمر بوڑھے، نابینا اور ذہنی اور جسمانی طور پر معذور افراد کو شامل کیا ہے فقہاء کرام نے اس کی تصریح کرتے ہوئے اس کے دائرہ کار کو وسیع بھی کیا ہے:۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:۔

"(لیس علی الضعفاء)....لاحرج علی المعذورین وھم قوم عرف عذرھم کارباب الزمانة والھرم والعمی والعرج" (۱۸)

ابن قدامہ نے (**لیس علی الضعفاء**) کی وضاحت کرتے ہوئے کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے مراد اہل لاعذار ہیں جو کہ چار ہیں

"وھو العمی، والعرج ، والمرض ،والضعف"

الاعمی میں **الاعشی،الاعور** وغیرہ کو شامل کیا ہے۔ **الاعرج** کے تحت **اقطع الیدو الرجل،الاشل الیدو الرجل** کو شامل کیا ہے (۱۹)

3۔ الفقیر کا مادہ" فقر" ہے۔جس کے اہل لغت نے تنگ دست، مفلس محتاج، جس کے پاس اہل خانہ کی کفالت سے زائد رزق نہ ہو اور اصل میں اس شخص کو فقیر کہا ہے جس کی پشت کے کڑے اور مہرے ٹوٹ گئے ہوں۔

صاحب لسان العرب اور تاج العروس فرماتے ہیں:۔

" فقیر :فقار الظھر،وھوماانتضد من عظام الصلب من سدن الکاھل الی العجب،فقیر مکسور الفقار"(۲۰)

اسام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:۔

" یقال افتقر ھو مفتقر ولا یکاد فقر وان کان القیاس یقضیه واصل الفقیر ھو المکسور الفقار یقال فقرته فاقره ای داھیه تکسر الفقار" (۲۱)

مفسرین اور فقہاء نے **للفقراء و المساکین**۔دونوں لفظوں کی تعبیر وتشریح میں متعدد اقوال نقل ہوئے ہیں۔بعض معنی و مفاہیم میں اہل لغت سے موافقت بھی کی ہے۔لیکن محققین نے یہ معنی لیے ہیں کہ فقیر وہ نادار ہے جو سوال نہ کرے اور مسکین وہ

نادار ہے جو سوال کرے اور ابن عباسؓ اور حسن بصریؒ اور جابر بن زیدؒ اور مجاہدؒ اور امام زہریؒ سے بھی یہی منقول ہے۔

"قال الزهری الفقیر الذی لا یسئل والمسکین الذی یسئل وروی ابن سماعة عن ابی یوسف عن ابی حنیفة فی حد الفقیر والمسکین مثل هذا.....وروی عن ابن عباسؓ والحسنؒ و جابر بن زید والزهری و مجاهد الفقیر المتعفف الذی لا یسئل والمسکین الذی یسئل فکان قول ابی حنیفة موافقاً لقول هٰؤلآء السلف....عن ابن الاعرابی : اما الفقیر الذی کانت حلوبته وفق العیال ولم یترک له سبد" (۲۲)

اگر قرآن مجید میں خصوصی افراد کے حوالے سے جو مختصر مگر جامع انداز میں اشارہ وکنایہ کے ذریعے اصلاحات استعمال کی ہیں جو موجودہ دور کی ترقی یافتہ مغربی اقوام نے ان افراد کے لیے وہ اصطلاحات استعمال نہیں کی جن اصطلاحات سے خصوصی (معذور) افراد کی مکمل ترجمانی ہو سکے۔ اس لیے ان کے ہاں جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں، متاثرہ بصارت کے لیے،(Blind, visually Ipaired,Blind,Low Vision) اور متاثرہ سماعت وقوت گویائی کے لیے (Hearing Impaired,Deaf & Dumb) اور جسمانی معذور کے لیے (Physically Handicapped) اور متاثرہ ذہنی استطاعت کے لیے (Mentally Retarded) کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ من حیث الکل خصوصی افراد کے لیے عہد قدیم اہل یورپ کے ہاں ان افراد کے لیے (Handicapped, Disable ect.) کی اصطلاحات استعمال ہوتی تھیں لیکن ان اصطلاحات میں کافی حد تک بہتری آئی ہے اب ان کے لیے (People With Special Needs, Special People and Exceptional People) کی اصلاحات استعمال ہو رہی ہیں جو ان افراد کی الفاظ کی حد تک کافی ترجمانی کرتی ہیں۔

خصوصی (معذور) افراد کی نگہداشت و بحالی اور اسلامی تعلیمات:

اسلام نے خصوصی افراد کی نگہداشت اور ان کی بحالی کا ایک جامع تصور دیا ہے اور ان کی نگہداشت و بحالی کے تکوینی اہتمام، انتظام وانصرام کے ساتھ اپنائیت کا تصور دے کر انہیں معاشرے کا جزو لازم قرار دیا ہے۔ جو قدیم معاشروں میں جزو معطل گردانے جاتے تھے اور ان کے لیے ایک ضابطہ اخلاق مرتب کرنے کے ساتھ ہی اس کو اسلامی معاشرہ پر اس ضابطہ پر عمل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم قرار دیا۔ اسلام کے داعیِ اعظم حضرت محمد ﷺ اور ان پیروکاروں نے خصوصی افراد کی نگہداشت اور بحالی کے لیے ایسی سرگرم کوششیں کیں جن کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اس حوالے سے اسلامی تعلیمات کا مختصر جائزہ پیش کرنے سے پہلے بحالی کے لغوی و اصطلاحی معانی ذکر کرنا ضروری ہیں جو نگہداشت کے معنی ومفہوم کو بھی شامل ہیں:۔

بحالی (Rehabilitation) کے لغوی معنی:

"Rehabilitate: To help somebody to live a normal life agai after an illness, being in prison, ect" (23)

بحالی (Rehabilitation) یہ ہے کسی شخص اس انداز سے مدد کی جائے کہ وہ بیماری وغیرہ سے صحت یاب ہونے کے بعد عام لوگوں کی طرح زندگی گزار سکے۔ اس کے لیے عربی میں **اعادۃ** اور **تاھیل** کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں

بحالی (Rehabilitation) کے اصطلاحی تعریف:

"Rehabilitation is a treatment or treatments designed to facilitate.The process of recovery from injury, illness, or disease to as normal a condition as possible"(24)

بحالی (Rehabilitation) اس علاج کو کہتے ہیں جو کسی شخص کو زخم، بیماری یا موذی مرض سے نجات دلانے کے لیے بنایا جاتا ہے جہاں تک ہو سکے کہ عام حالات میں زندگی بسر کر سکے۔

لیکن ہمارے نزدیک بحالی (Rehabilitation) یہ ہے:۔

To utilize the reaming powers and abilities of someone in appropriate way , the result of the process he becomes a useful part of a society.

بحالی یہ ہے کسی شخص کی باقی ماندہ قوتوں اور صلاحیتوں کو مناسب انداز میں بروئے کار لایا جائے جس کے نتیجے کے طور پر وہ معاشرے کا کارآمد جزو بن سکیں۔

خصوصی افراد کی نگہداشت اور بحالی کے حوالے سے جو اسلامی تعلیمات، افکار اور خدمات ہیں ان کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

تیمارداری:

نبی اکرم ﷺ کو جب اپنے کسی صحابی کی بیماری کے بارے میں پتہ چلتا آپ ﷺ اس کی تیمارداری کے لیے تشریف لے جاتے۔اس کی عیادت کے ساتھ اس بات کی تسلی و تشفی بھی دیتے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت جلد صحت کاملہ عطا فرمائے گا جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اس عادت مبارکہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

﴿عن ابن عباسؓ ان رسول الله ﷺ داخل علی رجل یعوده فقال لا باس طھور ان شاء الله﴾ (۲۵)

آپ ﷺ نے مومن کے مومن پر چھ حقوق گنوائے ہیں جن کو بطریق احسن ادا کرنے کا حکم دیا ہے ان میں ایک حق یہ بھی بیان فرمایا ہے مومن شخص جب بیمار ہو جائے تو اس کے دوسرے مومن بھائیوں پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اس کی بیمار پرسی کریں اور اس

کی دعا کے ساتھ سے معاونت بھی کریں۔اس کا فائدہ یہ ہوتا کہ بیماری میں مبتلا شخص کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے جس سے وہ شخص اپنے آپ کو اکیلا نہیں سمجھتا اور وہ بہت جلد بیماری یا صدمے سے باہر جاتا ہے۔اور معاشرے کے فعال کارکن بن جاتا ہے۔اس حق کے بارے نبی اکرم ﷺ ارشاد ہے:۔

﴿عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول الله ﷺللمو من علی المؤمن ست خصال یعودہ اذا مرض﴾ (۲۶)

حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن کے مومن پر چھ حقوق ہیں۔

جب وہ بیمار ہو تو وہ اس کی عیادت کرے۔

خصوصی افراد کی بہتری کے لیے دعا کرنا:

خصوصی افراد کے لیے دعا کرتے رہنا چاہیے کہ وہ اس بیماری یا معذوری سے محفوظ ہو جائیں۔آپ ﷺ کے پاس جب بھی کوئی خصوصی (معذور) عورت یا مرد آتا اور آپ ﷺ سے بیماری یا معذوری سے چھٹکارہ پانے کی دعا منگواتا تو آپ ﷺ اس کے لیے دعا کر دیتے۔یا ان کو دعا سکھلا دیتے۔جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:۔

﴿عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ادع الله ان یعافینی :فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لک قال فادعه قال فامرہ ان یتوضا فیحسن وضوءہ و یدعوا بھذا الدعاء (اللھم انی اسالک واتوجّه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة انی توجّھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعه فِیَّ)﴾(۲۷)

حضرت عثمان بن حنیفؓ سے مروی ہے کہ متاثرہ بصارت شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لایا اور کہا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے شفاء عطا فرمادے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو میں تیرے لیے دعا کر دیتا ہے اور اگر تو صبر کرلے تو تیرے لیے بہتر ہے تو اس شخص نے کہا کہ آپ میرے لیے دعا ہی کر دیں تو آپ ﷺ نے اس شخص سے کہا کہ وہ بہترین انداز میں وضوء کرے اور یہ دعا کرے۔(اللھم انی اسالک واتوجّه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة انی توجّھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعه فِیَّ)

اور بعض افراد کے لیے آپ خود بھی دعا کر دیتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جلیل القدر تابعی عطاء بن ابی رباح سے کہا کہ آپ جنتی خاتون کو دیکھنا چاہتے ہیں تو عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا ہاں تو انہوں نے حبشی فام عورت کی طرف اشارہ کیا کہ یہ جنتی خاتون ہے:۔

﴿حدثنی عطاء بن ابی رباح قال قال لی ابن عباس الا اریک امراۃ من اھل الجنة ؟ قلت بلی قال ھذا المراۃ السوداء اتت النبی صلی الله علیه وسلم قال انی اصرع وانی اتکشف فادع الله لی قال ان شئت

صبرت ولک الجنة وان شئت دعوت الله ان یعافیک قالت اصبر قالت انی اتکشف فادع الله ان لا اتکشف فدعا لها﴾(۲۸)

رکاوٹوں کو دور کرنا:

اسلام ہر اس چیز کی رکاوٹ کو بھی دور کرنے کا حکم دیتا ہے جس سے دوسرے مسلمان تکلیف محسوس کرتے ہوں اور شخص اس کو دور کر کے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے تو اس کی جزا بھی جنت قرار دیا ہے۔ رکاوٹوں کو دور کرنے میں جہاں عام مسلمانوں کو فائدہ ہے وہاں خصوصی (معذور) افراد تو بالا ولی ہیں۔ اگر تکلیف دہ چیز راستے میں پڑی ہو تو ایک ناقص العقل والجسم شخص تو اس سے ٹھکرا گر سکتا ہے جس سے وہاں سلیم العقل والجسم شخص بھی اچانک اس کو شکار ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:۔

﴿عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان شجرة کانت توذی المسلمین فجاء رجل فقطعها فدخل الجنة﴾(۲۹)

حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک درخت مسلمانوں کو ایذاء پہنچاتا تھا تو ایک آدمی آیا تو اس کو کاٹ دیا اور وہ جنت کا مہمان بن گیا۔

ایک دوسری حدیث میں راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانے کو ایمان کی شاخ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ:۔

﴿عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الایمان بضع و سبعون شعبة.. وادنا ها اماطة الاذی عن الطریق﴾(۳۰)

صبر و تحمل:

اسلام کی تعلیمات کے مطابق کسی مرض یا کسی اعضاء کے سلب ہونے کی صورت صبر وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعے کوئی بھی انسان غم، تکلیف یا صدمہ پر فوری طور پر قابو پا سکتا ہے اور معاشرے کے لوگوں کی طرح زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اگر اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتا ہے تو اس کے لیے دنیا میں بھی نعمتیں اور نوازشیں ہیں اور آخرت میں اس آزمائش پر صبر کی جزا اور بدلہ جنت کا حصول قرار دیا ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿عن العرباض بن ساریة ان النبی ﷺ قال اذا سلبت من عبد کریمته وهو بهما صابر لم ارض له بهما ثوابا دون الجنة اذا حمد علیهما﴾(۳۱)

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کسی بندے دو بہترین چیزیں (آنکھیں، کان، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ) سے معذور ہوا اور اس نے ان دونوں پر صبر کیا اور ان دونوں کی معذوری پر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی تو اس شخص کا ثواب جنت ہی ہے۔

صبر تو یہ جب صدمہ، غم یا پریشانی آئے تو اس کی زبان سے آہ زاری کا کوئی لفظ نہ نکلے تو وہ اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر یہ بجا لائے۔ صبر یہ نہیں ہے کہ وہ جی بھر کر آہ و بکاء کر لے پھر کہے میں نے صبر کیا کیونکہ وقت گزرنے کے ساتھ صبر آ ہی جاتا ہے لیکن بعض دفعہ وہ معاشرے کے دائرے سے بہت دور جا چکا ہوتا ہے جس کہ وجہ سے معاشرے میں Adjust نہیں ہو پاتا۔ وہ صبر جس کی جزا جنت ہے وہ صدمہ، پریشانی یا دکھ، درد کے آغاز میں ہے حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

﴿عن ابی امامة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال یقول الله سبحانه ابن آدم ان صبرت و احتسبت عند الصدمة الاولی لم ارض لک ثوابا دون الجنة﴾ (۳۲)

زندگی کی بحالی:

اسلام ہر انسان زندگی کی بحالی دیکھنا چاہتا ہے چاہے وہ ناقص العقل والجسم ہو یا سلیم العقل والجسم۔ کسی جان کے ناحق قتل کو کبیرہ گناہ کے ارتکاب کا درجہ دینے کے ساتھ پوری انسانیت کے قتل کے ساتھ تعبیر کرتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قصاص و دیت کے احکامات جاری ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت میں اولاد کو اپنے دیوتاؤں کی خوشنودی، عزت وشہرت اور افلاس وغربت کی وجہ قتل کرنے کی انسانی دشمن رسم کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا حالانکہ ہر ذی روح کے رزق کا ذمہ خود اپنے ذمے لیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلاَدَكُم مِّنْ إمْلاَقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ﴾ (۳۳)

ترجمہ: اور تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم تم کو بھی اور ان کو بھی رزق دیں گے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:۔

"و ذلک انهم یقتلون اولادهم کما سولت لهم الشیاطین ذلک فکانوا یئدون ابنات خشیة العار، وربما قتلوا بعض الذکور خیفة الافتقار" (۳۴)

اور وہ شیاطین کے بہکانے کی بنا پر لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور بعض لڑکوں کو فقر کے ڈر سے قتل کر دیتے تھے

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ:

﴿عن عبدالله قال قلت یا رسول الله ای الذنب اعظم قال ان تجعل لله نداً وهو خلقک ، قال قلت ثم ماذا قال ان تقتل ولدک خشیة ان یطعم معک﴾ (۳۵)

حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے کہا پھر کون سا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ آپ کے ساتھ کھائے گی۔

عبدالماجد دریا آبادی اپنی تفسیر ماجدی میں اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:۔

" کہ وہ معاشی نظریہ بہت ہی غلط قسم کا ہے۔ جو نسل کو گھٹانے اور محدود کرنے کی طرف لے جاتا ہے معاشیات کے صحیح قوانین ہی دوسرے ہیں۔ ﴿وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلاَدَكُم مِّنْ إمْلاَقٍ﴾ یہ قتل اولاد کی ملعون رسم دختر کشی کے دستور کے علاوہ ہے مقصود اس سے تمام تر روکنا ہے۔ افلاس کا ذکر اس لیے فرمایا کہ فلاسفہ مادیین اور مفکرین جاہلیت اپنے نظریہ کی عقلی توجیہ عموماً یہی کرتے ہیں۔ چنانچہ آج جاہلیت فرنگ کے زیر سایہ جو شاندار تحریک قتل اولاد کی خفی و باریک صورت کی " منع حمل " کے نام سے جاری ہے اس کا محرک بھی یہی خوفِ افلاس ہے مالتھیس نامی ایک ماہر معاشیات جو برطانیہ میں انیسویں صدی کے ابتداء میں ہوا ہے اور قتل اولاد یا " منع حمل " کی تحریک اصلاً اسی کی چلائی ہوئی ہے۔ اس کے نظریہ کی بنیاد یہی خوف وافلاس ہے۔" (۳۶)

یورپ میں جہاں عام افراد کا قتل عام کیا گیا وہاں خصوصی (معذور) افراد کو قید و سلاسل کی زنجیروں میں جانوروں کی طرح رکھا گیا اور وہاں پر کچھ ایسی تحریکیں بھی چلیں جن کا لب لباب یہی تھا کہ جو افراد دماغی یا جسمانی معذوری کے باعث اپنے جسم کی خود دیکھ بھال نہیں کر سکتے انہیں زندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ آرین نسل کے جرمن نازی ہٹلر نے اپنے ملک سے ذہنی معذور اور جسمانی معذور افراد کو قتل کرنے کا حکم دیا جیسا کہ تاریخ گواہ ہے کہ انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ جیسا کہ The Deathly Silance: کی رپورٹ Southern Instituate for Educationa and Research Ordinary People During The Holocaust میں درج ہے:۔

" In September, 1939, coinaiding with the outbreak of war,
Hitler ordered the killing of mentally deficient and physically deformed childern in Germany" (37)

اور دوسرے مقام پر بتایا گیا ہے کہ ان بچوں کو قتل کرنے کے لیے جو طریقہ کار اختیار کیا گیا تھا اس کے بارے میں رقم طراز ہے:

"The Handicapped and In-sanse in Germany had been killed by Gas"(38)

حالانکہ اسلام کی تعلیمات اور اس کی روح کے مطابق خصوصی (معذور) افراد کی زندگی کی بحالی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد، نصرت اور رزق کی فراوانی منسلک ہے جیسا کہ حضرت سعدؓ سے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مروی ہے:۔

﴿عن معصب بن سعد رای سعد رضی الله عنه ان له فضلا علی من دونه فقال النبی ﷺ هل تنصرون و ترزقون الا بضعفائکم﴾(۳۹)

صحت کی بحالی:

اسلام خصوصی (معذور) افراد کی بحالی کہ طرف خصوصی توجہ دیتا ہے۔ اکثر اوقات معذوری لاپرواہی اور غفلت کی بنا پر ہوتی ہے اس کی بروقت تشخیص اور علاج نہ ہونے کی وجہ یہی مرض مستقل معذوری کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ اسلام نے ہر مرض کی بروقت تشخیص اور اس کا مناسب انداز میں اس کا علاج کروانے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض ایسی نہیں اتاری جس کے ساتھ اس کا علاج نہ اتارا ہو۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:۔

﴿عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال لكل داء د واء فاذا اصيب دواء الداء براء باذن الله عزوجل﴾(۴۰)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً ہر بیماری کہ دواء ہے جب مریض کو بیماری کے مطابق دوا مل جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحت یاب ہو سکتا ہے۔

آپ ﷺ یہ فرمان جدید میڈیکل سائنسز کی بنیاد ہے کہ پہلے پہل مختلف بیماریوں اور ان کے علاج اور کے حوالے سے جدید تحقیقات سامنے آرہی ہیں جو آپ ﷺ کی فرمان کے اصدق ہونے کے دلائل ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف بیماریوں کے حوالے سے متعلق احتیاطی تدابیر، مختلف زمینی جڑی بوٹیوں سے علاج اور صفائی و ستھرائی کی تاکید جن کے عدم مختلف بیماریوں کو جنم دینے کا سبب ہے، جس پر قدیم اور جدید دور کے اطباء کو موضوع تحقیق رہا ہے۔ جس پر چلتے ہوئے مسلمانوں اطباء، فلاسفر اور دانشوروں نے ایسی تصنیفی و تالیفی اور تحقیقی خدمات سرانجام دیں۔ موجودہ میڈیکل سائنسز کی ترقی انہیں کی مرہونِ منت ہے آج بھی ان کی کتب یورپ کی یونیورسٹیوں میں بطور نصاب کے پڑھائی جارہی ہیں۔ بوعلی سینا کی 'القانون فی الطب' 'الشفاء' اور ابن الھیثم کی' کتاب المناظر' وغیرہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ تاریخ کا پہلا باقاعدہ ہسپتال کا قیام "بیمارستان" کے نام سے ۸۸ ھجری کو ولید بن عبدالملک کے دور میں ہوا۔ جس میں خصوصی افراد خاص طور پر مجذوم کے مرض کا علاج کیا جاتا تھا اور ان کے لیے ماہر ڈاکٹرز کی خدمات لی ہوئی تھی جن کی تنخواہیں مقرر تھیں اور اس کے خصوصی (معذور) کو بیکاری پن سے نجات دینے کے لیے ان کے لیے باقاعدہ مشاہرہ مقرر کیا تھا تاکہ وہ اپنی کفالت خود کر سکیں۔ اس بعد یہ سلسلہ ملک کے اطراف میں پھیل گیا۔

الدکتور علی محمد محمد الصلابی اپنی کتاب **عمر بن عبدالعزیز معالم التجدید و الاصلاح** میں رقم طراز ہیں:۔

"كان الخليفة الوليد بن عبدالملک اول من اسسس مستشفى خاصة بالمجذومين و ذلک سنة ۸۸ هجرى و جعل فيه اطباء مهرة، و اجرى عليهم الارزاق ،امر بعزلهم عن الاصحاء كى لا تنقل العدوى من المصابين ال الاصحاء...ثم تعددت الملاجىء بعد ذلک فى مختلف البلادالعربية لبذل العناية

الانسانية لهولاء التعساء، و تعد

المجاذم العربية اول دور عولج فيها المصابون بالجذام معالجة فنية... كان الوليد

يخصص الارزاق للفقهاء و الضعفاء و الفقراء و يحرم عليهم سوال الناس، و يفرض لهم ما يكفيهم كما

فرض على العميان والمجذومين فقد اعطى المجذومين وقال

لا تسالوا الناس و اعطى كو مقعد خادم و كل ضرير قائدا"(۴۱)

عزت وآبرو کی بحالی:

اسلام ہر ایک شخص کی عزت وآبرو کا تحفظ چاہتا ہے اور شریعت اسلامیہ ان الفاظ اور افعال کے ارتکاب سے بھی روکتی ہے جس سے کسی شخص کی دل آزاری ہوتی ہو، خصوصی (معذور) افراد کو دل آزاری والے فقرے سننے کو ملتے ہیں۔ اسلام نے اس سے منع فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَومٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْراً مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاء مِّن نِّسَاء عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْراً مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيْمَان وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُون﴾(۴۲)

اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑا کرو شاید کہ وہ ان سے بہتر ہو اور عورتیں عورتوں کا مذاق نہ اڑاؤ شاید کہ وہ ان سے بہتر ہو اور تم ایک دوسرے کو الزام نہ دو اور الٹے ناموں سے نہ پکارو۔ ایمان لانے کے بعد بُرا نام گناہ ہے اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو یہی لوگ ظالم ہیں۔

کسی کا مذاق اڑانے کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں۔ ایک اپنے آپ کو دوسرے سے برتر سمجھنا، دوسرا اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ چیز میں نقص تصور کرنا۔ یہ دونوں چیزیں ہی تکبر کی بنیاد ہیں جس کا نتیجہ اعمال کے ضیاع کے ساتھ جنت کے حصول سے محرومی ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:۔

﴿عن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدخل الجنة من كان فى قلبه مثقال حبة من خردل من كبر﴾(۴۳)

حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی شفیعؒ فرماتے ہیں:۔

"آیت میں ممانعت کی گئی ہے وہ کسی دوسرے کو بُرے لقب سے پکارنا ہے جس سے وہ ناراض ہوتا ہو جیسے لنگڑا لُولا یا اندھا کہہ کر

پکارنا....کہ کسی شخص نے کوئی گناہ یا براعمل کیا ہو پھر تائب ہو گیا ہو اس کے بعد اس کو اس برے عمل کے نام سے پکارا جائے مثلاً چور یا زانی یا شرابی وغیرہ....بعض لوگوں کے
ایسے نام مشہور ہو جاتے ہیں جو فی نفسہ بُرے ہیں مگر وہ بغیر اس لفظ کے پہچانا ہی نہیں جاتا تو اس کو اس نام سے ذکر کرنے کے اجازت پر علماء کا اتفاق ہے بشرطیکہ ذکر کرنے والے کا قصد اس سے تحقیر و تذلیل کا نہ ہو جیسے بعض محدثین کے نام کے ساتھ اعرج یا احدب مشہور ہے اور خود رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو جس کے ہاتھ نسبتاً زیادہ طویل تھے ذوالیدین کے نام سے تعبیر فرمایا ۔حضرت عبداللہ بن مبارک سے دریافت کیا گیا کی اسانید
حدیث میں بعض ناموں کے ساتھ کچھ ایسے القاب آتے ہیں مثلاً حمید الطّویل، سلیمان الاعمش، مروان الاصفر وغیرہ تو کیا ان القاب کے ساتھ ذکر کرنا جائز ہے آپؒ نے فرمایا کہ جب تمہارا قصد اس کا عیب بیان کرنے کا نہ ہو بلکہ اس پہچان پوری کرنے کا ہو جائز ہے۔"(۴۴)

سماجی و معاشرتی بحالی:

دینِ اسلام خصوصی (معذور) افراد کو معاشرے عضو معطل کی طرح نہیں رکھنا چاہتا۔ بلکہ متحرک فرد و کارکن کے طور پر متعارف کروانا چاہتا ہے۔جس کو جدید دنیا میں (Community Based Rehabilitation) کہا جاتا ہے۔جس کی تعریف یوں کی جاتی ہے۔جس کا تصور اسلام نے صدیوں پہلے دیا ہے:۔

"C.B.R: Foucuses on enhancing the quality of life people with disabilities and their families, meeting basic needs and ensuring inclusion and participation" (45)

ایک مرتبہ متاثرہ بصارت صحابی عبداللہ ابن ام مکتومؓ نے آپ ﷺ سے اپنے عذر کی بنا پر گھر پر ہی نمازیں ادا کرنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت نہ دی۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:۔

﴿عن عبداللہ بن ام مکتومؓ قال یا رسول اللہ ان المدینۃ کثیرۃ الھوام و اسباع و انا ضریر البصر فھل تجد لی من رخصۃ قال ھل تسمع حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح قال نعم قال فحیھلا و لم یرخص لہ﴾(۴۶)

حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول مدینہ منورہ میں بہت زیادہ حشرات اور درندے رہتے ہیں اور متاثرہ بصارت شخص ہوں کیا آپ ﷺ میرے لیے رخصت پاتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تو **حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح** ندا کی ندا سنتا ہے؟ تو حضرت عبداللہؓ نے ہاں میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو

آپ مسجد کی طرف آؤ اور آپ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو رخصت نہ دی۔
مذکورہ حدیث سے جہاں نماز با جماعت کی فرضیت اور اہمیت واضح ہوتی ہے وہاں اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے نابینا صحابی سے بہت پیار تھا۔ آپ انہیں پانچ وقت مسجد میں دیکھنا چاہتے تھے کہ عبداللہ ابن ام مکتومؓ معاشرے کی جتماعیت کے فوائد وثمرات سے محروم ہونے کے ساتھ وہ سماجی ومعاشرتی زندگی سے علیحدہ ہو گوشہ تنہائی میں قید ہو کر نہ رہ جائیں اور بوجہ معذوری احساس کمتری کا شکار ہو کر جزو معطل نہ بن جائیں۔
عمر بن عبدالعزیز خصوصی (معذور) افراد کے لیے قائد اور خادمین کا اہتمام کیا تا کہ سماج اور معاشرے کا حصہ بن سکیں اور وہ گوشہ تنہائی سے نکل سکیں اور معاشرے میں متحرک کارکن کا رول ادا کر سکیں۔ جیسا کہ **الدکتور علی محمد محمد الصلابی** اپنی کتاب **عمر بن عبدالعزیز معالم التجدید و الاصلاح** میں لکھتے ہیں:۔
"فقد کتب کتابا الی امصار الشام .ادفعوا الی کل اعمی ف الدیوان او مقعد او من به فالج ،او من به زمانة تحول بینه و بین القیام الی الصلاة فرفعوا الیه فامر لکل اعمی بقائد ، امر لکل اثنین من الزمنی بخادم "(۴۷)
خصوصی افراد کی بحالی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ افراد بھی معاشرے کا حصہ ہیں۔ ساتھ ہی قدیم عرب معاشرے کی تہذیبی افراط وتفریط کی طرف اشارہ فرمایا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:۔
﴿ لَيۡسَ عَلَى ٱلۡأَعۡمَىٰ حَرَجٞ وَلَا عَلَى ٱلۡأَعۡرَجِ حَرَجٞ وَلَا عَلَى ٱلۡمَرِيضِ حَرَجٞ .... ﴾(۴۸)
مندرجہ بالا آیت کے سبب نزول کے بارے میں مفتی شفیعؒ رقم طراز ہیں:۔
"قرآن کریم کی جب یہ آیت نازل ہوئی **لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل** یعنی نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر۔ تو لوگوں کو اندھے، لنگڑے بیمار لوگوں کے ساتھ مل کر کھانے میں یہ تردد پیش آنے لگا کہ بیمار تو عادۃً کم کھاتا ہے، نابینا کو کھانے کی چیزوں میں یہ امتیاز نہیں ہوتا کہ کون سی چیز عمدہ ہے، لنگڑے کو اپنی نشست ہموار نہ ہونے کے سبب کھانے میں تکلف ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ لوگ کم کھائیں۔ ہمارے پاس زیادہ آ جائے تو ان کی حق تلفی ہوئی کیونکہ مشترک کھانے میں سب کا حصہ مساوی ہونا چاہیے۔
اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اس تعمق اور تکلف میں پڑنے سے اُن کو آزاد کر دیا گیا کہ سب مل کر کھاؤ معمولی کمی بیشی کی فکر نہ کرو۔"(۴۹)
سید ابوالاعلی مودودیؒ نے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔
"جہاں تک معذور آدمی کا تعلق ہے وہ اپنی بھوک رفع کرنے کے لیے ہر گھر اور ہر جگہ سے کھا سکتا ہے اس کی معذوری بجائے خود

سارے معاشرے پر اس کا حق قائم کر دیتی ہے۔اس لیے جہاں سے بھی اسکو کھانے کے ملے وہ اس کے لیے جائز ہے۔"(۵۰)

معاشی بحالی:

اسلام خصوصی افراد کی معاشی بحالی کی طرف بھی توجہ دیتا ہے تا کہ وہ معاشرے پر بوجھ بننے کی بجائے خود کفیل ہو کر معاشرے کی تعمیر وترقی میں مثبت کردار ادا کریں۔جہاں پر یہ افراد اپنا معیشت کو مستحن طریقے سے نہیں چلا سکتے وہاں پر ان کے لیے سر پرست کا تعین کرتا ہے۔تا کہ وہ اپنا گزارنِ زندگی احسن طریقے سے پورا کر سکیں اور ولی یا سر پرست کو خصوصی (معذور) فرد کے مال کے بہترین تصرف کر حکم دیتا ہے۔شریعت کا اصل مقصد ان افراد کو ضرر سے بچانا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿وَلا تُؤْتُوا السُّفَهَاء أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّهُ لَكُمْ قِيَاماً وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلاً مَّعْرُوفا﴾(۵۱)

اور متاثرہ ذہنی استطاعت افراد کو اُن کا مال جسے اللہ نے تم لوگوں کیلئے سبب معیشت بنایا ہے مت دو (ہاں) اس میں سے اُن کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور اُن سے معقول باتیں کہتے رہو۔

تجارت یا کاروباری معاملہ ادھار کا ہو اور اس کو خصوصی (معذور) افراد کی طرف سے تحریری شکل لانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔

﴿فَإن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهاً أَوْ ضَعِيفاً أَوْ لاَ يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ﴾(۵۲)

اور اگر قرض لینے والا متاثرہ ذہنی استطاعت یا ضعیف ہو یا تحریر لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو جو اُس کا ولی ہو وہ انصاف کیساتھ تحریر لکھوائے۔

آپ ﷺ کے ایک ساتھی حبان بن منقذؓ ادھیڑ عمر کے ساتھ دماغ میں چوٹ کی وجہ سے حافظہ میں کمزوری اور زبان میں ثقل (الفاظ کو صحیح طور پر نہ ادا کر سکنا) بھی تھا لیکن وہ تجارت کرنے کے حد درجہ تک شوقین تھے اور آپ ﷺ کے پاس آئے اپنی صورت حال بیان کی تو آپ ﷺ نے کچھ ہدایات کے ساتھ تجارت کرنے کی اجازت دے دی جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے:۔

﴿عن ابن عمرؓ كان حبان بن منقذ رجلاً ضعيفاً وكان سقع فى راسه مامومة(۵۳)
فجعل النبى صلى الله عليه وسلم له الخيار فيما اشترى ثلاثاً وكان ثقل لسانه فقال له النبى صلى الله عليه وسلم بع و قل لا خلابة قال كنت اسمعه يقول لا خذابة لا خذابة﴾(۵۴)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حبان بن منقذؓ ضعیف العمر تھے اور ان سر پر مامومہ زخم تھا اور خرید وفروخت میں تین دن کا اختیار تھا اور ان کی زبان میں ثقل تھا آپ ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ جب بھی تو خرید وفروخت تو یہ الفاظ کہوں "لا خلابة"۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے اسے یہ الفاظ کہتے ہوئے سنا"لا خذابة لا خذابة"

سیاسی بحالی

اسلام خصوصی (معذور) افراد کو ملکی تعمیر وترقی اور ریاست کے انتظام وانصرام میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے سیاسی طور پر بحال دیکھنا چاہتا ہے۔ اسلام کی لازوال اور ابدی تعلیمات کی روشنی میں بحالی کا نتیجہ ہی تھا کہ خصوصی (معذور) افراد ریاست مدینہ کی تعمیر وترقی اور نظم حکومت میں خصوصی (معذور) صحابہ کرامؓ کا روشن مثال کردار ادا کرنے کے قابل ہو گئے جو جدید ترقی یافتہ اقوام کے لیے ایک کلیدی کردار کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے آنکھوں کی بصارت سے محروم صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ، کو اپنی عدم موجودگی میں مدینہ کو نیابت اور امامت کے فرائض سونپ دیتے تھے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:۔

﴿عن انس قال استخلف رسول الله ﷺ ابن ام مکتومؓ مرتین علی المدینة ﴾(۵۵)

حضرت انسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو دو مرتبہ مدینہ کا نائب مقرر کیا عہد اسلامی میں جس شخص کے پاس نیابت (خلافت) ہوتی تھی اس کے امامت کو منصب بھی ہوتا تھا۔ جو بڑے عزت واحترام کا باعث تھا۔ دوسری روایت حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

﴿عن انس ان النبی ﷺ استخلف ابن ام مکتوم مرتین یوم الناس وھو اعمی﴾(۵٦)

حضرت انسؓ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن مکتومؓ کو نیابت کے فرائض سرانجام دیئے حالانکہ وہ بصارت سے محروم تھے۔

اسلام کے سیاسی نظام میں قضاۃ کا منصب ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ منصب اسلامی معاشرے میں ان لوگوں کو دیا جاتا تھا جو تقوی اور پرہیز گاری اور علوم دینیہ میں ممتا حیثیت کے حامل ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اس اہم منصب پر اپنے معذور صحابی حضرت سعد بن معاذؓ جو کہ جنگ کے باعث اپنے دونوں بازوں سے معذور ہو گئے تھے، کو فائز کر کے امت محمدیہ ﷺ اور پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ بنا دیا کے لیے سنگ۔(۵۷)

خصوصی افراد کی بحالی اور موجودہ صورت حال:

آج پوری دنیا میں خصوصی (معذور) افراد کے لیے سب سے بڑا مسئلہ حقوق کے بحالی کا ہے۔ پوری دنیا خصوصاً پاکستان میں جن افراد کے حقوق کا استحصال کیا جارہا ہے۔ وہ خصوصی افراد ہیں۔ جس کی بنیادی وجہ ان کی تعلیم اور ان سے متعلق مناسب انداز میں ارباب حکومت کو مکمل آگاہی کا نہ ہونا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ان افراد کے ساتھ رحم اور ترس کا سلوک روا رکھتے ہیں۔ خصوصاً صوبہ پنجاب میں ملک کے دوسرے حصوں کی نسبت زیادہ خصوصی افراد ادارے قائم ہیں۔ لیکن یہ ادارے مناسب فنڈز کی دستیابی

ہونے کے باوجو کامیاب حکمت عملی نہ ہونے کی وجہ سے ان اداروں سے فارغ التحصیل طلباء وطالبات کو مناسب روزگار نہیں ملتا۔حالانکہ خصوصی افراد کی ابتدائی تعلیم کے لیے تو بہتر تھے تاکہ وہ تعلیمی طریقہ کار اور معاونات سے روشناس ہوسکیں اس کے بعد ان افراد کو میں مختلف ٹریڈز میں مہارت تامہ دلوا کر ملک کی تعمیر وترقی میں مدومعاون بنایا جاسکتا تھا۔اسلام تو ان افراد کو سماجی ومعاشرتی طور پر بحال کرنا چاہتا ہے لیکن ان اداروں سے تعلیم ان افراد میں تنہائی اور احساس محرومی کا احساس بڑھا ہے۔اگر ان افراد کو عام اداروں میں تدریسی سہولیات اور معاونات کے ساتھ تعلیم دی جاتی تو زیادہ بہتر ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کی روشن مثال پوری دنیا کے سامنے ہے۔

دوسری بات خصوصی (معذور) افراد کے ذریعہ معاش ہے۔ان افراد کے متعلق مناسب حکمت عملی نہ ہونے کی وجہ بیروزگاری میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ان افراد کے لیے معذور کوٹہ 2% مقرر کردیا گیا۔لیکن اس کا بھی اطلاق قابلیت اور میرٹ کی بنیاد پر نہیں ہوتا ہے۔کئی مرتبہ تو یہ ہوتا ہے کہ اشتہارات کی حد تک ہوتا ہے لیکن اس کا عملی اطلاق نہیں ہوتا ہے۔حالانکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اوپن میرٹ اور قابلیت کی بنیاد پر ملازمتوں کے مواقع ہیں نہ کہ مخصوص کوٹوں کی بنیاد پر۔اس سے ان افراد میں صلاحیتوں کو زنگ لگ جاتا ہے اور اسی طرح کلیدی عہدوں میں بھی اوپن میرٹ کی بنیاد پر ان افراد کی تقرری کی جائے تاکہ وہ ان افراد کی فلاح وبہبود کے لیے قانون سازی میں مددومعاون بن سکیں۔

تیسری بات ان افراد کو جائیداد اور وراثت کی تقسیم میں ان کو محروم کردیا جاتا ہے۔ان کے لیے معاشرے میں یہ نظریہ ہے کہ ان افراد کو مال ودولت کی کیا ضرورت ہے یہ تو اللہ لوگ ہیں۔حالانکہ اسلام نے ان افراد کو صاحب جائیداور وراثت میں حصہ دار بنایا اور ان کے اس حق کی بھی بحالی کی ہے یہ افراد جاہلیت میں بھی اس سے محروم تھے اور موجودہ دور میں بھی ان کو محروم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔لیکن وقت نے ان سے متعلق نظریات کو باطل ثابت کردیا ہے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے (خصوصی) معذور افراد کی بحالی کے حوالے بحثیت مسلمان ہم پر لازم وملزوم ہے ہم ان کو معاشرے کے ہر شعبے میں مفید اور کارآمد بنانے انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنا کردار ادا کریں۔تاکہ معاشرے پر بوجھ بننے کی بجائے معاشرے کا بوجھ بنٹنے کے قابل ہوجائیں اور ان کے ساتھ ایسا رویہ روانہ رکھا جائے جس کہ وجہ سے وہ افراد اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی بجائے معاشرے میں رہتے ہوئے عضو معطل بن جائیں۔

حوالہ جات

۱۔المومنون:۱۱۶۔۱۱۵

۲۔ال عمران:۱۹۱

۳۔الاحزاب:۲۱

۴۔النساء:۹۵

۵۔التوبۃ:۹۱

۶۔النساء:۹۸

۷۔التوبۃ:۶۰

۸۔الفتح:۱۷

۹۔الانبیاء:۸۴

۱۰۔مفرادات الفاظ القرآن،راغب اصفہانی،دارالقلم،دمشق:۱/۸۷۲

۱۱۔لسان العرب،ابن منظور،محمد بن مکرم افریقی،مصری،دارصادر بیروت:۴/۴۸۲

۱۲۔ تاج العروس،زبیدی،محمد بن محمد،دارا کتب العلمیہ بیروت:۱/۳۰۹۰

۱۳۔مفاتیح الغیب،رازی،فخرالدین،ابوعبداللہ محمد بن عمر:۵/۳۴۸

۱۴۔المجموع شرح المہذب،النووی،ابوزکریا محی الدین،دارالفکر بیروت:۱۹/۲۶۸

۱۵۔کتاب العین،۱/۲۸۱،لسان العرب،۳/۲۰۳

۱۶۔لغات القرآن،مولانا عبدالرشید نعمانی،عمر فاروق اکیڈیمی لاہور:۵/۵۳

۱۷۔ھود:۹۱

۱۸۔الجامع لاحکام القرآن،قرطبی،ابوعبداللہ محمد بن احمد،داراحیاء التراث العربی بیروت،۱۹۶۵ م:۸/۲۲۶

۱۹۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیے الکافی فی فقہ لامام الاحمد،ابن قدامہ،محمد بن احمد:۲/۵۳

۲۰۔لسان العرب:۵/۶۰ ، تاج العروس من جواہر القاموس:۱/۳۳۵۳

۲۱۔مفرادات الفاظ القرآن،راغب اصفہانی،دارالقلم،دمشق: ۱/۱۱۲۷

۲۲۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیے تفسیر قرطبی:۸/۱۶۷تا۱۷۳، احکام القرآن،جصاص،احمد بن علی:۷/۵۶ تا ۵۷

۲۳۔ Oxford Wordpower,Oxford University Press,2000,p.623

۲۴۔ www.answers.com/topic/rehabiliatate

۲۵۔الجامع الصحیح البخاری:۱۹/۶۳،رقم الحدیث۵۶۶۲

۲۶۔سنن الترمذی:۱۰/۲۹۹، رقم الحدیث۲۹۵۶

۲۷۔سنن الترمذی:۱۳/۱۲۴

۲۸۔الجامع الصحیح،مسلم بن حجاج القشیری،تعلیق محمد فواد الباقی،داراحیاء التراث العربی بیروت:۴/۵۴،رقم الحدیث ۱۹۹۴

۲۹۔الصحیح المسلم ۱۷/۷۷،رقم الحدیث:۶۸۳۸

۳۰۔مسلم:۱/۱۸۷،رقم الحدیث:۱۶۲

۳۱۔المعجم الکبیر،الطبرانی ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب،مکتبہ العلوم والحکم الموصل ط۱۴۰۴ھ:۱۸/ ۲۵۴،رقم الحدیث:۱۵۳۴۳

۳۲۔سنن الترمذی:۵/ ۱۵۶،رقم الحدیث:۱۶۶۵

۳۳۔الانعام:۱۵۱

۳۴۔تفسیر القرآن العظیم،ابن کثیر،ابوالفداءعمادالدین عمرو،دارطیبۃ للنشر والتوزیع،۱۹۹۹م:۳/ ۳۶۱

۳۵۔بخاری:۲۰/ ۱۰۲،رقم الحدیث ۶۰۰۱۔ترمذی:۱۱/ ۲۷۴رقم الحدیث،۳۴۸۲

۳۶۔تفسیر ماجدی،دریا آبادی،عبدالماجد،تاج کمپنی لاہور۔کراچی پاکستان:ص۳۱۹

۳۷۔ Deathly Silance: Ordinary people during the Holocaust by The Southern Institute For Education and Research, Mr Box 1692, 31 McAlister Drive New Orleans, LA 70118-5555: p.40

۳۸۔ As same above p. 45

۳۹۔صحیح البخاری:۱۰/ ۳۶۴،رقم الحدیث:۲۸۹۶

۴۰۔مسلم:۱۴/ ۴۳۵،رقم الحدیث:۵۸۷۱

۴۱۔الدکتور علی محمد محمد الصلابی،عمر بن عبدالعزیز معالم التجدید و الاصلاح الراشدی علی منهاج النبوة:۳/ ۲۲۷

۴۲۔الحجرات:۱۱

۴۳۔سنن الترمذی:۸/ ۸،رقم الحدیث:۲۱۲۹

۴۴۔معارف القرآن:۸/ ۱۱۷،۱۱۸

۴۵۔ www.who.int./disabilities/cbr/en/defination.

۴۶۔سنن النسائی:۲/ ۴۴۵،رقم الحدیث:۸۵۰

۴۷۔عمر بن عبدالعزیز معالم التجدید و الاصلاح،الدکتور علی محمد محمد الصلابی:۴/ ۱۲۳

۴۸۔النور:۶۱

۴۹۔معارف القرآن:۶/ ۴۵۰

۵۰۔تفہیم القرآن،مودودی،سیدابوالاعلیٰ،ادارہ ترجمان القرآن لاہور،اکتوبر۲۰۰۵ء:۳/ ۴۲۵

۵۱۔النساء:۵

۵۲۔البقرۃ:۲۸۲

۵۳۔اس زخم کو کہا جاتا ہے جو ام دماغ تک پہنچ جائے ام دماغ وہ باریک جھلی ہے جو دماغ کو مجتمع رکھتی ہے یہ زخم ہڈی اور دماغ کی درمیانی جلد کو ظاہر کر دیتا ہے

۵۴۔سنن دارقطنی،ابوالحسن علی بن عمر بن احمد،موقع وزارۃ الاوقاف المصریۃ:۷/ ۳۱۴،رقم الحدیث:۳۰۵۱

۵۵۔سنن ابی داؤد:۹/ ۴۰،رقم الحدیث:۲۹۳۳

۵۶۔سنن ابی داؤد:۲/ ۳۰۶،رقم الحدیث:۵۹۵

۵۷۔مبارکپوری،صفی الرحمٰن،الرحیق المختوم،مکتبہ سلفیہ،۱۹۹۳ء،ص۵۱۳